تفسیرِ قرآن میں مصادرِ روایت اور بیانِ روایت نقل کرنے کے اسالیب
(برصغیر کے تفسیری ادب کے تناظر میں)

اسماء شاہد: پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر عاصم نعیم: ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ۔ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract:
Quran is the last revealed book from almighty Allah carries principle guidelines for every sphere of life. It is an Arabic text, thus needed comprehensive understanding to cater the need of the people. The said thirst for understanding of the Quran acts as an important catalyst for the exegeses writing. Since the era of the Prophet, Quran is the main subject of study to address the various issues for Muslims whether philosophical or practical. Commentaries of Quran in the contemporary age, usually formed by Quoting Ahadith (Traditions of Prophet PBUH), quotes of companions of Prophet PBUH and quotes of the followers of companions of Prophet PBUH. It is the most popular trend in commentary writing. Such commentaries are known as Tafseer Bilma'thoor. Quoting only authentic Ahadith in the light of principles of Ahadith, is an accepted trend. While reproducing traditions in abundance without giving much importance to their authenticity or validity is a marked aspect of others. A few commentaries are full of weak, fabricated and Israelite traditions and the condition regarding the mentioning of sources of citation is also not enviable. The dissertation under consideration covers the literature of Ma'thoor commentaries of the sub-continent, analyzes the assumptions made in the above paragraphs and presents the critical and researched analysis of the different ways of citing traditions. This study will be helpful to create awareness among the readers and researchers of Mathoor commentaries of the sub-continent.

ا۔ موضوع کا تعارف

برصغیر میں اسلام کی اشاعت (نویں صدی عیسوی) کے ساتھ ہی اس خطہ میں اسلامی علوم وفنون کی نقل وروایت اور تصنیف وتالیف کا آغاز ہو گیا تھا۔ تفسیرِ قرآن میں مختلف و متنوع رجحانات کی حامل تفاسیر، اس خطہ کے علمی سرمایہ کی

خصوصیت ہے۔ تفسیر بالماثور کا رجحان، مذکور تفاسیر کا ایک نمایاں و معروف رجحان ہے۔ ان تفاسیر میں نقلِ روایت کے مختلف اور متنوع اسالیب اختیار کیے گئے ہیں۔ نقلِ روایت میں حدیث کے روایتی و درایتی اعتبار سے مراتب و درجات کو ملحوظ رکھنا اور صحیح حدیث درج کرنا، ماثور تفسیری ادب کی اہم ترین خاصیت سمجھی جاتی ہے، جسے بعض مفسرین نے اختیار کیا ہے۔ صحیح و سقیم کا لحاظ کیے بغیر روایات کا کثیر ذخیرہ بعض تفاسیر کا امتیازی وصف سمجھا جاتا ہے۔ ضعیف، موضوع اور اسرائیلی روایات سے بعض تفاسیر مملو ہیں، تفسیر میں روایت نقل کر کے اس کو کسی نہ کسی طرح خلافِ قرآن اور خلافِ عقل ثابت کرنا بھی بعض مفسرین کا انداز ہے، تفسیری روایات پر مثبت علمی تنقید اور ان کے متون پر درایتی نقد کرنا بھی بعض تفاسیر کا خاصہ ہے۔ زیر نظر مضمون میں نقلِ روایت کے مذکورہ بالا اسالیب کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کیا جائے گا۔ مذکور مطالعہ میں دستاویزی طریقِ تحقیق، بیانیہ طریقِ تحقیق اور تجزیاتی طریقِ تحقیق کو بُروئے کار لایا جائے گا۔ تفاسیر کے براہِ راست مطالعہ کی بنیاد پر محدثین کے قائم کردہ اصولِ روایت و درایت کی روشنی میں مواد کی تجمیع و تحلیل کی جائے گی اور معروضی انداز میں مواد کی جانچ پرکھ کے بعد نتائجِ تحقیق مرتب کیے جائیں گے۔

۲۔ موضوع پر ہونے والا سابقہ تحقیقی کام

تفسیری ادب کے تعارف و جائزے پر عربی اور اردو زبان میں کئی کتب لکھی گئی ہیں۔ عام طور پر مصنفین نے مفسرین کے احوال و آثار کو بیان کیا ہے۔ تفسیری کتب کے ممیزات و تنقیدات پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ تبصراتی انداز سے لکھی گئی کتب میں محمد حسین ذہبی کی "التفسیر والمفسرون" اہم کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس میں مختلف رجحانات کے تحت تفسیر کا تدریجی اور تاریخی ارتقاء پیش کیا ہے اور اپنے عہد تک ہر رجحان کے تحت چند تفاسیر کو زیرِ بحث لائے ہیں رشید احمد جالندھری کی "علمِ تفسیر اور مفسرین" ایک مختصر کتاب ہے جس میں انہوں نے تفسیر کا سادہ انداز میں مختصر تعارف پیش کیا ہے اور تفسر کی ضرورت اور تاریخی حیثیت پر کچھ صفحات تحریر کیے گئے ہیں۔

"علمِ تفسیر و حدیث کا ارتقاء" ڈاکٹر محمد آفتاب اور مولانا عبدالحکیم کی مشترکہ کاوش ہے۔ اس کتاب کا چوتھا باب برصغیر ہند و پاکستان میں تفسیر کے ارتقاء کو بیان کرتا ہے، جس میں انہوں نے مختلف ادوار میں لکھی گئی تفاسیر کا تذکرہ صدیوں کے لحاظ سے کیا ہے یہ باب بیس صفحات پر مشتمل ہے

"علمِ تفسیر عہد بہ عہد" میں ڈاکٹر محمد سعد صدیقی نے روایتی تالیفی انداز میں علمِ تفسیر کے تاریخی ارتقاء کو مختصراً بیان کیا ہے علومِ اسلامیہ کے Graduate سطح کے طلبہ کے لیے یہ ایک مفید کتاب ہے۔ اس موضوع سے متعلق ایک اور کتاب "ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں" ہے ڈاکٹر سالم قدوائی کی اس کتاب میں عربی زبان میں مکمل اور نا مکمل

تفاسیر پر مختصر تبصرے کیے ہے جو بہت اہم علمی نکات کی حامل ہے۔ موضوع زیرِ بحث سے متعلق ایک اور علمی کاوش "تذکرہ مفسرین ہند" کے نام سے اعظم گڑھ انڈیا سے شائع ہوئی۔ کتاب کے مصنف محمد عارف عمری نے تنقیدی زاویہ نگاہ سے ہندوستان کے بیالیس مفسرین کے حالاتِ زندگی اور ان کی تفسیری خدمات کو بیان کیا ہے۔

وطنِ عزیز پاکستان میں شائع ہونے والی معروف تفاسیر کے تعارف و خصوصیات پر بھی کئی کتب تحریر کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر محمد نسیم عثمانی کا تحقیقی مقالہ "اردو میں تفسیری ادب" کے نام سے شائع ہوا جس میں چودھویں صدی ہجری کی تفاسیر کا ناکافی جائزہ لیا گیا ہے تبصراتی آراء میں اعتدال اس کتاب کی خوبی ہے۔ ڈاکٹر محمد جمیل نے ڈاکٹریٹ کے لیے "پاکستان کی مشہور و منتخب اردو تفاسیرِ قرآن کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ" پیش کیا جس میں انہوں چند مشہور تفاسیر معارف القرآن و تفہیم القرآن، مفہوم القرآن وفیوض القرآن، تدبر قرآن و تعارف الفرقان کا تقابل کیا ہے "پاکستان کا اردو تفسیری ادب رجحانات و اثرات تحقیقی و تنقیدی مطالعہ "پی ایچ ڈی علومِ اسلامیہ کی ڈگری کے لیے پیش کیا جانے والا مقالہ ہے جو ڈاکٹر عاصم نعیم نے ۲۰۱۳ء میں پیش کیا اس مقالہ میں پاکستان میں شائع شدہ تفسیری ذخیرے کو مختلف رجحانات کے تحت ڈسکس کیا گیا ہے۔ اصغر علی خان نے "اردو تفسیری ادب میں احادیثِ ضعیفہ و موضوعہ سے استدلال کی روایت اور اس کے اثرات" پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس مقالہ میں صرف اصولِ حدیث کے نقطہ نظر سے ضعیف اور موضوع احادیث کے حوالے سے بعض تفاسیر کا جائزہ لیا گیا ہے تاہم راقم نے بعض اہم تفاسیر کو نظر انداز کر دیا ہے اور نہ ہی حدیث میں صحیح، حسن اور اسرائیلیات پر مبنی روایات کو زیرِ بحث لائیں ہیں۔

علاوہ ازیں پی، ایچ، ڈی کی سطح پر زیرِ نظر موضوع کے حوالے سے چند مقالات لکھے گئے ہیں جن میں کسی خاص مفسر کی تفسیری خدمات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ڈاکٹر محمد سعد صدیقی نے "علم تفسیر میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی خدمات کا تنقیدی و تقابلی جائزہ" کے عنوان سے تحقیقی مقالہ تحریر کیا۔ مفتی محمد شفیع کی علمی و دینی خدمات، تفسیر مطالب الفرقان از غلام احمد پرویز اور ترجمان القرآن از نواب صدیق حسن خان پر بھی تحقیقی مقالات تحریر کیے گئے ہیں۔

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام اردو زبان میں شائع ہونے والا مجلہ سہ ماہی "فکر و نظر" اسلامی علوم پر تحقیقی مضامین شائع کرنے والا ایک معتبر مجلہ ہے۔ اپریل تا جون ۱۹۹۱ء کا شمارہ" برصغیر میں مطالعہ قرآن" کے موضوع پر خصوصی اشاعت ہے۔ لاہور ادارہ فروغ اردو سے ۱۹۹۸ء میں نقوش قرآن نمبر شائع ہوا۔ اس کے علاوہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر میں دوسرا باب تفاسیر و تراجم سے متعلق اس باب میں قرآن کے انگریزی، اردو، بنگالی، پشتو، سندھی، زبان میں تفسیر و

تراجم پر مختصر اًتعارفی مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ مگر برصغیر کی ماثور تفاسیر میں اخذ و نقلِ روایات کے اسالیب پر تاحال کسی مصنف نے قلم نہیں اٹھایا۔

۳۔ بحث و دلائل

تفسیر بالماثور کے اُصول و رجحان کی نمائندہ تفاسیر میں آیتِ قرآنیہ کی تفسیر و تشریح میں احادیثِ نبویہ ﷺ کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین و تبع تابعین کے اقوال و آثار کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔ استنادی اعتبار سے یہ منقولات، قوی و ضعیف، ہر دو طرح کے ہیں، نیز ان کے مناہج واستدلالات میں بھی اختلاف و تنوع موجود ہے۔ اقوال و آثار کو نقل کرنے میں مستند رواۃ کا تذکرہ، صحیح و حسن درجہ کی روایات کا ہی ذکر کرنا، کتبِ احادیث و تاریخ کا حوالہ دینا، اقوال و آثار کی جانچ پرکھ، تنقیح و تحلیل اور اُن پر حکم لگانا، اقوال میں وجوحِ ترجیح بیان کرنے کا اہتمام کرنا، سند و کتاب کا حوالہ دیئے بغیر مجرد قول کو ذکر کر دینا، ضعیف و موضوع کا لحاظ کیے بغیر ہر درجہ کی احادیث نقل کر دینا، غرض مختلف و متعدد اسالیب و انداز کتبِ تفسیر کا خاصہ ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں اشاعتِ اسلام کے آغاز ہی سے یہاں کے علماء نے علومِ قرآنیہ کو اپنی توجہات کا مرکز بنایا۔[1] سید محمد حسن گیسودراز (۱۴۶۷ء) کی تفسیرِ ملتقط سے لے کر شاہ ولی اللہ (۱۷۶۲ء) کے ترجمہ فتح الرحمٰن تک، فہمِ قرآن کی کئی منظم کوششیں نظر آتی ہیں۔ خانوادہ ولی اللٰہی نے فہمِ قرآن کو اپنی زندگیوں کا مقصود بنایا اور اُن کی برپا کی گئی اس تحریک کی بدولت، برِصغیر پاک و ہند میں تراجم و تفاسیر کی تصنیف و تدوین کے مبارک کام کو مہمیز ملی۔ اس خطہ کے علماء کے قلم سے سیکڑوں تفاسیر معرضِ ظہور میں آچکی ہیں۔ ان تفاسیر میں مفسرین کے رجحان و مزاج اور علمی و تعلیمی پس منظر کے زیرِ اثر مختلف رجحانات نظر آتے ہیں۔ غالب رجحان، تفسیر بالماثور کا ہی ہے۔ تفسیر بالماثور میں اقوال و آثار کے نقل و اندراج میں وہ تمام انداز نظر آتے ہیں، جو ماقبل کی تفاسیر کا خاصہ تھے۔ ذیل کے مضمون میں برصغیر کے تفسیری ادب کے تناظر میں حسب ذیل نکات کو زیرِ بحث لایا جائے گا۔

الف۔ روایت کے مصادر و مراجع نقل کرنے میں کیا اُسلوب اختیار کیا گیا ہے؟

ب۔ روایت کو بیان کرنے کے مختلف انداز کیا ہیں؟

مصادرِ روایت کے اعتبار سے نقلِ روایت کے اسالیب

برصغیر کے ماثور تفسیری ادب میں کتبِ متونِ حدیث، کتبِ تفاسیر، کتبِ سیرت، کتبِ تاریخ اور کتبِ شروح الحدیث بطور مصادرِ روایت استعمال ہوئی ہیں، جن کی مختصر وضاحت ذیل میں دی گئی ہے:

کتبِ متون سے نقلِ روایت

کُتبِ متون سے مراد کسی بھی فن کی وہ کتب ہوتی ہے جہاں اس فن کی نصوص کو جمع کیا گیا ہو۔ حدیث کے فن میں وہ کتب جن میں روایات واحادیث کو جمع کیا گیا ہے کتبِ متون کہلاتی ہیں۔ روایات کا بنیادی مصدر یہی کُتب ہیں۔ برصغیر کے تفسیری ادب میں نقلِ روایت کے لیے عام طور پر کتبِ ستہ، موطاامام مالک، مسندِ احمد، مسندِ دارمی، مستدرکِ حاکم، شعب الایمان اور مشکوٰۃ المصابیح وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ کتبِ مذکور سے حدیث نقل کرنے کا انداز ہر مفسر کا منفرد ہے۔ جیسا کہ بعض مفسرین روایت کو نقل کرنے سے قبل کتبِ متون میں سے کسی ایک حوالے کا ذکر کر دیتے ہیں۔ تفسیر مظہری میں سورہ حجرات کی آیت نمبر دس کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے روایت نقل کی ہے[2] کہ کچھ لوگوں نے رمضان کا روزہ نبی کریم ﷺ سے پہلے رکھ لیا تھا، جس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

واخرج الطبراني في الأوسط عن عائشة ان ناسا كانوا يتقدمون الشهر فيصومون قبل النبي - صلى الله عليه وسلم - فانزل الله يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تُقَدِّمُوا الاية وقد قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين الا رجل كان يصوم صوما فيصومه۔ [3]

فاضل مُفسّر نے صحیح مسلم سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اسے دھوکا نہیں دیتا اور نہ ہی اس کی تحقیر کرتا ہے۔

وروى مسلم[4] عن ابى هريرة قال قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذ له ولا يحقره التقوى هاهنا وأشار الى صدره ثلث مرار يحسب امرا عن الشر ان يحقر أخاه المسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه وفي الآيتين دليل على ان البغي لا يزيل اسم الايمان-[5]

دونوں مقامات پر مصنف نے راوی اور حدیث کی کتاب کا نام درج کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ مزید تفصیلات درج نہیں کی ہیں۔ اس کی مثالیں تفسیر میں موجود ہیں۔

تفسیر ثنائی میں سورہ فاتحہ کے فضائل میں مرقوم ہے "ترمذی نے آنحضرت ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اس سورت جیسا بابرکت کلام نہ توریت میں ہے نہ انجیل میں نہ کسی آسمانی کتاب میں نازل ہوا ہے یہی قرآن عظیم ہے جو مجھ آنحضرت کو ملا"۔[6]

مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے اپنی تفسیر ''معارف القرآن'' میں حدیث کا مفہوم درج کر کے آخر میں، حدیث کی کتاب کا نام قوسین میں رقم کیا ہے: عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سوائے اللہ کے ذکر کے اور کثرت سے کلام نہ کیا کرو اس لیے کہ زیادہ کلام کرنا قلب میں قساوت (سختی پیدا کرتا ہے اور سخت دل ہی خدا سے سب سے زائد دور ہے۔(ترمذی)۔[7]

مفتی محمد شفیع،[8] سورہ فاتحہ کے فضائل ذکر کرتے ہوئے، حدیث کی کتاب اور راوی کا نام درج کرتے ہیں۔[9] ایک اور مقام پر[10]، جامع ترمذی [11] کی حدیث درج کی اور اس کے بارے میں ''صحیح'' کا حکم بھی ذکر کیا ہے۔ تفسیر انوار البیان کے مصنف مفتی عاشق الٰہی بلند شہری عام طور پر احادیث کا عربی متن ذکر کرتے ہیں، قوسین میں ترجمہ اور کتاب حدیث کا نام درج کرتے ہیں۔[12] جیسے صحیح بخاری کی حدیث: لا تصدقوا اهل الكتب ولا تكذبوهم وَ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَّاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ(اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب کرو اور یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا اور اس پر جو تمہاری طرف نازل ہوا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں) ۔ [13] اس طرح کی مزید مثالیں، تفسیر میں موجود ہیں۔[14] تفسیر ضیاء القرآن میں اس اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے۔ جیسے کہ ایک مقام[15] پر صحیح بخاری[16] اور ایک دوسرے مقام پر[17] صحیح مسلم[18] کی حدیث کو اس انداز میں درج کیا ہے۔

متونِ حدیث سے نقل کرنے کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ ایک کتاب کے الفاظ رقم کر دیئے جاتے ہیں اور باقی کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے کہ فلاں کتاب میں بھی اسے روایت کیا گیا ہے۔

صلوۃ بھیجنے کا طریقہ پوچھنے پر نبی کریم ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف انداز سکھائے۔ جیسے کہ کعب بن عجرہ سے مروی ہے

اللّٰہم صل علٰی محمد و علٰی اٰل محمد کما صلیت علٰی ابراہم وعلی ال ابراہیم
انک حمید مجید و بارک علٰی محمد و علٰی اٰل محمد کما بارکت علٰی ابراہیم و
علٰی اٰل ابراہیم انک حمیدٌ مجید

سید مودودی کے مطابق[19]، دُرود کے مذکور الفاظ، معمولی لفظی اختلافات کے ساتھ حضرت کعب بن عجرہ سے بخاری،[20] مسلم،[21] ابوداؤد،[22] ترمذی، نسائی،[23] ابن ماجہ،[24] امام احمد،[25] ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق، ابن ابی حاتم اور ابن جریر میں مروی ہیں۔ صاحبِ تفہیم نے الفاظ کے معمولی اختلاف کو واضح کرنے کے لیے چھ روایات بمعہ حوالہ نقل کی ہیں۔

تیسیر القرآن از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی میں حدیث کے ایک متن کا مکمل حوالہ جب کہ دیگر کتبِ متون سے الفاظ کے اختلاف کو نقل کیا جاتا ہے۔[26] جیسے سیدنا جابرؓ کی ایک حدیث کو اسی انداز میں درج کیا ہے۔[27] ایک مقام پر مشکوۃ شریف کی روایت کو نقل کرتے ہوئے چار دیگر مصادر کا حوالہ درج کیا گیا ہے تاکہ مصادر اصلیہ کی طرف رجوع کرنا ممکن ہو۔ [28] ایک سے زیادہ مصادر درج کرنے کا انداز، تفسیر ضیاء القرآن میں بھی موجود ہے جیسے ایک جگہ لکھتے ہیں: ''اسلامی معاشرہ کو اخلاقی پستی سے بچانے کے لئے حضور رحمت عالم ﷺ نے قومِ لوط والے جرم کا ارتکاب کرنے والے کے لیے سخت سزا تجویز فرمائی ہے۔ ابو داؤد، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی اور دار قطنی میں حضور ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے۔ من وجد تموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول یعنی جس کو قوم لوط کا فعل کرتے ہوئے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو۔'' [29]- یہ حدیث مذکور تمام کتب میں موجود ہے۔[30]

بخاری و مسلم دونوں میں پائی جانے والی روایت کے لیے متفق علیہ، صحیحین اور قال شیخان کی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔ تفسیرِ مظہری میں یہ اسلوب متعدد مقامات پر اپنایا گیا ہے۔[31] مولانا کاندھلوی اور مفتی محمد شفیع کی تفسیر میں بھی ایسے الفاظ ملتے ہیں۔[32] پیر کرم شاہ اور مولانا عبدالرحمٰن کیلانی بخاری و مسلم کی روایت کو نقل کرتے ہوئے متفق علیہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔[33]

کتبِ تفاسیر سے نقلِ روایت

مفسرین کے ہاں اخذ روایات کے لیے ایک اہم ماخذ تفاسیرِ سلف رہی ہے۔ خاص طور پر خطہ برصغیر کے مفسرین نے تفسیرِ قرآن میں کافی حد تک انحصار سلف صالحین کی تفاسیر پر کیا ہے۔ برصغیر کے تفسیری ادب میں کتب تفاسیر سے نقلِ روایت کے مختلف اسالیب اختیار کیے گئے ہیں۔ اکثر مفسرینِ کرام صرف تفسیر کا نام روایت کے آغاز یا آخر میں درج کردیتے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ نے اوائل روایت میں ابن جریر اور علامہ بغوی کا حوالہ دیا ہے اور سورہ حجرات کی آیت نمبر دس کا سببِ نزول بیان کیا ہے۔

واخرج ابن جرير[34] وذكر البغوي عن قتادة قال ذكر لنا ان هذه الاية نزلت في رجلين من الأنصار وكانت بينهما مداراة في حق بينهما فقال أحدهما لاخر لاخذن عنوة لكثرة عشيرته او الاخر دعاه للتحاكم الى النبي - صلى الله عليه وسلم - فابى فلم يزل الأمر حتى تدافعوا وحتى تناول

بعضهم بعضا بالأيدي والنعال ولم يكن قتال بالسيوف- واخرج ابن جرير عن الحسن قال كانت الخصومة بين الحيين فيدعوهم الى الحكم فيابون ان يجيبوا فانزل الله تلك الاية[35]

مفسر ثنائی نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۹۷ کے شان نزول میں وارد روایت کو معالم التنزیل کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں۔ایک یہودی نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے پاس کون سا فرشتہ قرآن لاتا ہے؟آپ نے فرمایا جبرائیل وہ بولا جبرئیل تو ہمارا قدیم دشمن ہے اس کی ہماری تو کبھی بنی ہی نہیں ہمیشہ ہم پر عذاب لاتا ہے۔ اگر میکائیل ہوتا تو ہم مان لیتے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔[36]

مولانا ادریس کاندھلوی نے دو کتب تفسیر سے روایت اخذ کی ہے اور آپ کے طرزِ تحریر کو یہ خاصیت حاصل ہے کہ آپ نے تفسیر کا حوالہ جلد و صفحہ نمبر کے اندراج کے ساتھ دیا ہے:

> فقال اذا خلوت وحدی سمعت نداء خلقی یا محمد یا محمد فانطلق هاربا فی الارض فقال لا تفعل اذا اتاک فاثبت حتی تسمع ما یقول ثم ائتنی فاخبرنی فلما خلا ناداه یا محمد قل بسم الله الرحمن الرحیم۔ الحمد لله رب العالمین حتی بلغ و لا الضالین قال قل لا اله الا الله فاتی ورقة فذکر ذلک له فقال له ابشرثم ابشر فانی اشهدانک الذی بشر به ابن میم و انک علی مثل ناموس موسیٰ وانک نبی مرسل الحدیث (تفسیر در منثور ص 2 ج 1 و تفسیر قرطبی ص 115 ج 1)[37]-[38]

کہ جب میں تنہا ہوتا ہوں تو پیچھے سے غیبی آواز یا محمد یا محمد کی سنتا ہوں، جس کی دہشت سے بھاگنے لگتا ہوں۔ ورقہ نے کہا ایسا مت کرو ٹھہر کر اس کی بات سنو اور پھر جو کہے۔اس کی آکر مجھ کو خبر دو۔ چناچہ اس کے بعد آپ ایک جگہ تنہا تھے کہ آواز آئی۔اے محمد یہ پڑھیے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الی آخر السورۃ اس کے بعد کہا لا الہ الا اللہ کہو آپ یہ سب سن کر ورقہ کے پاس آئے اور سارا واقعہ ذکر کیا۔ ورقہ نے کہا اے محمد تم کو بشارت ہو اور پھر بشارت ہو۔ تحقیق میں گواہی دیتا ہوں کہ تم بلاشبہ وہی نبی ہو کہ جن کی مسیح بن مریم نے بشارت دی ہے اور تمہاری شریعت موسیٰ کی شریعت کے طرز کی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم یقیناً نبی مرسل ہو۔

پیر کرم شاہ الازہری[39] نے تفسیر مظہری کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ حضور کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ پہلے زمانہ کا بدبخت ترین آدمی وہ تھا جس نے صالح کی اونٹنی کو مار ڈالا اور آئندہ زمانہ کا بدبخت ترین آپ کا قاتل ہے۔ قال رسول الله (صلی الله علیه وآله وسلم) لعلی اشقی الاولین عاقر ناقة صالح واشقی الآخرین قاتلک (مظہری)[40]

سورہ زمر کی آیت نمبر ٣٦ کے شان نزول کو بیان کرتے ہوئے مفسر انوار البیان رقمطراز ہے اور بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو بھیجا تھا کہ عزیٰ بت کو توڑ دیں جب یہ وہاں پہنچے تو وہاں کے بت خانہ کا جو ذمہ دار بنا ہوا تھا اس نے کہا دیکھو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں اس بت کی طرف سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے گی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کی کوئی بات نہ مانی آگے بڑھے اور جو کلہاڑا لے کر گئے تھے وہ اس بت کی ناک پر مار کر تیا پانچا کر دیا اس پر (وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) کا نزول ہوا۔ (ذکرھا فی الدر المنثور[41] عن قتادۃ)[42]

تفاسیر سلف سے اخذ روایت کا دوسرا اسلوب یہ ہے کہ مفسرین سلف کی تفسیر میں جس بنیادی مصدر مجموعہ حدیث کا حوالہ رقم کیا ہے اس کا ذکر ایضاً کر دیتے ہیں تاکہ قارئین کے لیے بنیادی مصدر سے رجوع کرنا آسان ہو۔

معارف القرآن از کاندھلوی سے اس اسلوب کی وضاحت کے لیے مثال درج ذیل ہے:

امام بزار اور امام بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ بن عمرؓ سے راوی ہیں اور امام بیہقی نے اس کی سند کو ضعیف بتایا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا مہر لگانے والا فرشتہ عرش کا پایا پکڑے کھڑا رہتا ہے جب کوئی شخص اللہ کے حکم کی بے حرمتی کرتا ہے اور کھلم کھلا اس کی نافرمانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اللہ کے مقابلہ میں گستاخ اور دلیر ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مہر لگانے والے فرشتے کو حکم دیتے ہیں وہ فوراً اس گستاخ اور بیباک کے دل پر مہر لگا دیتا ہے جس کے بعد وہ کسی حق کو قبول نہیں کرتا (تفسیر در منثور ص 238 ج 2) اور احادیث صحیحہ اس معنی کی تائید کرتی ہیں چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے قلب پر لگ جاتا ہے پس اگر توبہ کر لی اور اس گناہ سے باز آ گیا تو دل کو صیقل کر دیا جاتا ہے اور اگر کوئی اور گناہ کیا تو وہ نقطہ اور بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ رفتہ رفتہ اس کے دل کو گھیر لیتا ہے اور یہی وہ رین (زنگ) ہے جس کی حق تعالیٰ نے کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون میں خبر دی ہے۔ (رواہ الترمذی و قال حدیث حسن صحیح)[43]

تفسیر در منثور میں درج روایت جو کہ بیہقی شعب الایمان سے اخذ کی گئی ہے اس کی صحت پر کلام تھا۔ اسی روایت کی تائید میں ترمذی سے حسن اور صحیح درجہ کی روایت نقل کی ہے۔ مفتی شفیع تفسیر قرطبیؒ سے روایت اخذ کرتے ہیں جس میں حدیث کے راویان اور مصدرِ اصلی کتابِ متن ابن ماجہ کا حوالہ مذکور ہے:

من سئل عن علم يعلمه فكتمه الجمه الله يوم القيامة بلجام من النار (رواه ابوہریرۃ وعمروبن العاص اخرجه[44] ابن ماجة (ازقرطبی)

یعنی جو شخص دین کے کسی حکم کا علم رکھتا ہے اور اس سے وہ حکم دریافت کیا جائے اگر وہ اس کو چھپائے گا تو قیامت کے روز اس کے منہ میں اللہ تعالیٰ آگ کا لگام ڈالیں گے،[45]

مولانا عاشق الٰہی تفسیر انوار البیان میں سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ کے شان نزول میں وارد روایت کو تفسیر ابن کثیر سے اخذ کرتے ہیں مگر اس کے مصدر اصلی متن کی کتاب جامع ترمذی کا حوالہ بھی تحریر کرتے ہیں۔ مفسر ابن کثیر نے (جلد ۳ ص ۴۸۷) کتب حدیث سے متعدد روایات نقل کی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ آیت بالا حضرت ام سلمہؓ کے سوال پر نازل ہوئی انہوں نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ ﷺ! قرآن مجید میں مردوں کا ذکر تو آتا ہے عورتوں کا ذکر نہیں آتا (یعنی جو احکام ہیں وہ مردوں کے خطاب کے ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں عورتوں سے علیحدہ خطاب یا مؤنث کے صیغے نہیں لائے جاتے) اس پر اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آیت کریمہ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ آخر تک نازل فرمائی اور تانیث کے صیغے لا کر ان کی بھی دلداری فرمادی (حاشیہ میں درج ہے: اواخرجھاالترمذی[46] فی تفسیر سوۃالاحزاب من کتابہ)[47]

مفسر انوار البیان[48] نے یہ روایت تفسیر ابن کثیر سے اخذ کی اور اس کا حوالہ جلد و صفحہ نمبر کے ساتھ دیا مزید براں اس روایت کے مصدر اصلی کتاب متن ترمذی کا حوالہ حاشیہ میں ذکر کر دیا ہے۔ اسی طرح مفسر گرامی نے آیت مبارکہ (ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ[49]) کی تفسیر میں عبد اللہ ابن عمر سے مروی روایت تفسیر در منثور کے حوالے سے نقل کی ہے اور تفسیر در منثور میں یہ روایت مستدرک حاکم[50] سے اخذ کی گئی ہے۔

سیرت وتاریخ کی کتب سے نقلِ روایت

علم السیرہ والتاریخ علم حدیث ہی کا ایک اہم حصہ ہے کیونکہ اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال سے بحث ہوتی ہے اصحاب السیر کا مقصود بالذات رسول اللہ ﷺ کو جاننا ہے کہ آپ ﷺ نے کب ایسا کیا؟ کب ایسا کہا؟ دوسرے یہ کہ ایسا کہنے یا ایسا کرنے کی وجہ کیا تھی؟ مصنفین سیرہ والتاریخ رسول اللہ ﷺ کے افعال کو مسلسل اور مربوط بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ برصغیر کے ماثور تفسیری ادب میں قصص القرآن اور سیرتِ طیبہ کو بیان کرتے ہوئے مفسرین نے کتبِ تاریخ والسیرہ سے استفادہ کیا ہے۔

معارف القرآن[51] میں خصائص الکبریٰ[52] کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کے معجزات کا بیان ہے شیخ جلال الدین سیوطی مفسر جلالین نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں رسول اللہ ﷺ کے دو معجزوں کے متعلق بحوالہ حدیث لکھا ہے کہ قیامت تک باقی ہیں ایک قرآن کا معجزہ دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابو سعید خدری نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایام حج میں تینوں جمرات پر لاکھوں آدمی تین روز تک مسلسل کنکریاں پھینکتے ہیں پھر کوئی ان کنکریوں کے ڈھیر کو یہاں سے اٹھاتا بھی نظر نہیں آتا اور ایک مرتبہ پھینکی ہوئی کنکر کو دوبارہ استعمال کرنا بھی ممنوع ہے اس لئے ہر حاجی اپنے لئے مزدلفہ سے کنکریاں نئی لے کر آتا ہے اس کا مقتضیٰ تو یہ تھا کہ جمرات کے گرد ایک ہی سال میں ٹیلہ لگ جاتا جس میں

جمرات چھپ جاتے اور چند سال میں تو پہاڑ ہو جاتا آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں مگر اللہ تعالی نے اپنے فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے کہ جس جس کا حج قبول ہو اس کنکریاں اٹھالی جائیں تو اب اس جگہ صرف ان کم نصیبوں کی کنکریاں باقی رہ جاتی جن کا حج قبول نہیں ہوا اس لئے اس جگہ پڑی ہوئی کنکریاں بہت کم نظر آتی ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ پہاڑ کھڑا ہو گیا ہوتا یہ روایت سنن بیہقی میں موجود ہے۔ مفتی شفیع[53] نے ہی حضرت ابوذر غفاریؓ کے ایمان لانے کا واقعہ خصائص الکبریٰ[54] کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی[55] نے "لہوالحدیث" کا مفہوم واضح کرنے کے لیے سیرت سے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت حق سے لوگوں کو دور رکھنے کے لیے نضر بن حارث نے عامۃ الناس کو قصہ گوئی میں مشغول کیا تھا۔ لکھتے ہیں:

ابن ہشام نے محمد بن اسحاق کی روایت نقل کی ہے کہ جب نبی ﷺ کی دعوت کفار مکہ کی ساری کوششوں کے باوجود پھیلتی چلی جارہی تھی تو نَضَر بن حارث نے قریش کے لوگوں سے کہا کہ جس طرح تم اس شخص کا مقابلہ کر رہے ہو اس سے کام نہ چلے گا۔ یہ شخص تمہارے درمیان بچپن سے ادھیڑ عمر کو پہنچا ہے۔ آج تک وہ اپنے اخلاق میں تمہارا سب سے بہتر آدمی تھا۔ سب سے زیادہ سچا اور سب سے بڑھ کر امانت دار تھا۔ اب تم کہتے ہو کہ وہ کاہن ہے، ساحر ہے، شاعر ہے، مجنوں ہے۔ آخر ان باتوں کو کون باور کرے گا۔ کیا لوگ ساحروں کو نہیں جانتے کہ وہ کس قسم کی جھاڑ پھونک کرتے ہیں؟ کیا لوگوں کو معلوم نہیں کہ کاہن کس قسم کی باتیں بنایا کرتے ہیں؟ کیا لوگ شعر و شاعری سے ناواقف ہیں؟ کیا لوگوں کو جنون کی کیفیات کا علم نہیں ہے؟ ان الزامات میں سے کونسا الزام محمد ﷺ پر چسپاں ہوتا ہے کہ اس کا یقین دلا کر تم عوام کو اس کی طرف توجہ کرنے سے روک سکو گے۔ ٹھہرو، اس کا علاج میں کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ مکہ سے عراق گیا اور وہاں سے شاہان عجم کے قصے اور رستم و اسفندیار کی داستانیں لا کر اس نے قصہ گوئی کی محفلیں برپا کرنا شروع کر دیں تاکہ لوگوں کی توجہ قرآن سے ہٹے اور ان کہانیوں میں کھو جائیں (سیرۃ ابن ہشام، ج ۱، ص ۳۲۰-۳۲۱) یہی روایات اسباب النزول میں واحدی نے کَلْبی اور مقاتِل سے نقل کی ہے۔[56]

مصادرِ روایت میں کتب متونِ حدیث، کتبِ تفاسیر، کتب سیرت والتاریخ اور شروح الحدیث شامل ہیں۔ کتبِ متونِ حدیث سے روایت کو اخذ کرتے ہوئے مفسرین اوائل واواخر روایت میں کتابِ متن کا حوالہ رقم کرتے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم کی متفقہ روایت کے لیے متفق علیہ (صحیحین سے مروی ہے) اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ تفاسیر سے اخذ روایت کے لیے مفسرین نے زیادہ تر تفسیر طبری، تفسیر بغوی، تفسیر قرطبیؒ اور تفسیر در منثور سے استفادہ کیا ہے۔ ان تفاسیر سے اخذ

روایت کا اسلوب یہ ہے کہ بعض مفسرین تو صرف تفسیر کے حوالے سے روایت کو تحریر کرتے ہیں اور بعض تفاسیرِ سلف میں مذکور اصلی کتاب متن کا حوالہ بھی محفوظ کرتے ہیں۔ کتبِ تاریخ والسیر سے زیادہ تر تاریخی واقعات نقل کیے گئے ہیں اور حوالہ کے لیے صرف کتاب کے نام پر ہی اکتفا کیا ہے۔ جلد اور صفحہ نمبر کا اندراج نہیں کیا گیا۔

بیانِ روایت کے اعتبار سے نقلِ روایت کے مناہج

بیانِ روایت سے مراد تفسیر میں حدیث کو تحریر کرنے کا طریقہ کار ہے۔ اس ضمن میں مفسرین کے مختلف مناہج ہیں، بعض مفسرین روایت کی عربی عبارت نقل کرتے ہیں، بعض محض ترجمہ لکھتے ہیں، بعض عربی متن کے ساتھ ترجمہ کو تحریر کی زینت بناتے ہیں جبکہ بعض روایت کا مفہوم نقل کرتے ہیں، اور بعض دیگر روایت سے صرف مستنبط حکم لکھنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔

متن و ترجمہ حدیث کی نقل کے تین مختلف انداز ہیں

۱) مجرد عربی متن تحریر کرنا

۲) حدیث کی عربی عبارت بمعہ ترجمہ تحریر کرنا

۳) حدیث کا صرف ترجمہ نقل کرنا

۱) مجرد عربی متن تحریر کرنا

برصغیر کے ماثور تفسیری ادب میں حدیث کے مجرد عربی متن کو تحریر کرنے کا رجحان کم پایا جاتا ہے کیونکہ پاک وہند میں عامۃ الناس میں عربی زبان پڑھنا اور سمجھنا صرف ناظرۃ القرآن تک محدود ہے اس لیے مفسرین حدیث کے عربی متن کی بجائے ترجمہ یا مفہومِ متن کو لکھنا بہتر خیال کرتے ہیں۔ صرف عربی متن تحریر کرنے کی مثالیں شاذ و نادر ہی ملتی ہیں

تیسیر القرآن[57] میں سیدنا عبادہ بن صامتؓ سے مروی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'لاَ صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ' (بخاری کتاب الاذان)[58]

البتہ خطہ برصغیر میں عربی زبان میں مسطور تفاسیر کی مثالیں ملتی ہے مثلاً تفسیر مظہری، تفسیر مشکلات القرآن اور بیان القرآن کے حاشیہ پر عربی میں بلاغی مباحث کو مولانا اشرف علی تھانوی نے شامل کیا ہے۔

۲) حدیث کی عربی عبارت بمعہ ترجمہ

برصغیر کے مفسرین کے ہاں ایک قابلِ ستائش اسلوب حدیث کا متن بمعہ ترجمہ کے تحریر کرنا ہے۔اس طرزِ تحریر کی خوبی یہ ہے کہ ایک طرف تو قاری الفاظِ نبوی کو پڑھنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اور ان کو سمجھنے کے لیے ترجمہ بھی میسر ہوتا ہے۔ بایں ہمہ اس کے عربی متن تحریر ہونے کی بناء پر اصل مصادرِ حدیث سے رجوع کرنا ممکن ہوتا ہے۔

اخرج احمد بسند جید عن ابی سعید قال قال رسول الله (صلی الله علیه وآله وسلم) القلوب اربعة قلب اجرد فیه مثل السراج یزهر وقلب اغلف مربوط علی غلافه وقلب منکوس وقلب مصفح۔ فاما القلب الا جرد فقلب ال مومن سراجه فیه نوره واما القلب الا غلف فقلب الکافر واما القلب المنکوس فقلب المنافق عرف ثم انکروا ما القلب المصفح فقلب فیه ایمان ونفاق فمثل الایمان فیه کمثل البقلة یمدها الماء الطیب ومثل النفاق فیه کمث القرحة یمدها القیح۔ فای المادتین غلب علی الاخری غلبت علی الاخری غلبت علیه (در منثور ص 87 ج 1) ،[59]

امام احمد نے سند جید کے ساتھ ابو سعید خدریؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دل چار قسم کے ہیں ایک دل تو وہ ہے جو آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہے اور اس میں کوئی چراغ روشن ہے اور ایک دل وہ ہے جو غلاف میں بند ہے اور غلاف کا منہ تاگے یا رسی سے بندھا ہوا ہے اور ایک دل الٹا اور اندھا اور ایک دل وہ ہے جس کے دو صفحے یعنی دو جانبیں ہیں ایک سفید ہے اور ایک صفحہ سیاہ۔ پس صاف و شفاف دل تو مومن کا دل ہے جس میں ایمان کا چراغ روشن ہے اور غلاف میں بند کافر کا دل ہے اور الٹا اور اوندھا دل منافق کا ہے کہ جس نے حق کو پہچانا اور پھر اس کا انکار کیا اور دو رویہ دل وہ ہے کہ جس میں ایمان اور نفاق دونوں جمع ہیں پس ایمان اس دل میں مثل سبزہ کے ہے کہ پاکیزہ پانی اس کو بڑھاتا ہے اور اس کے دل میں نفاق مثل ناسور کے ہے کہ جو دم بدم پیپ اور خون کو بڑھاتا ہے پس ان دو مادوں میں سے جونسا مادہ غالب آ جائے اسی کا اعتبار ہے۔

بعض دفعہ اصل مصدر کا حوالہ دے کر روایت کی عربی عبارت بمعہ ترجمہ نقل کی گئی ہے جیسے معارف القرآن میں کاتمانِ علم کے لیے وعید سنائی گئی ہے:

من سئل عن علم یعلمه فکتمه الجمه الله یوم القیامة بلجام من النار (رواہ ابوہریرۃ و عمرو بن العاص اخرجہ ابن ماجۃ[60] (از قرطبیؒ) (یعنی جو شخص دین کے کسی حکم کا علم رکھتا ہے اور اس سے وہ حکم دریافت کیا جائے اگر وہ اس کو چھپائے گا تو قیامت کے روز اس کے منہ میں اللہ تعالیٰ آگ کا لگام ڈالیں گے)[61]

اس حدیث کے صحابی راوی ابوہریرہ اور عمرو بن العاص ہے۔ متن کی کتاب ابن ماجہ سے اخذ کی گئی ہے۔ تفسیر تفہیم القرآن[62] میں اصل مصدر کے حوالے سے روایات کا عربی متن بمعہ ترجمہ نقل کیا گیا ہے:

بخاری[63] و مسلم[64] اور ابو داؤد[65] نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "من ادعیٰ الیٰ غیر ابیه وهو یعلم انه غیر ابیه فالجنة علیه حرام۔"جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا، درآنحالیکہ وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا باپ نہیں ہے، اس پر جنت حرام ہے۔

مفسر انوار البیان[66] نے موطا امام مالک کی روایت نقل کی ہے:

رسول اللہ ﷺ آپس میں ہدیہ لینے دینے کا حکم بھی فرماتے تھے موطا امام مالک[67] میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تصافحوا یذهب الغل وتهادو اتحاجو وتذهب الشحن(آپس میں مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ جاتا رہے گا اور آپس میں ہدیہ لیا کرو اس سے آپس میں محبت ہو گی اور دشمنی چلی جائے گی۔

مفسرین کے ہاں رائج العام انداز یہ ہی ہے کہ روایت کی عربی عبارت کے بعد اس کا ترجمہ تحریر کیا جاتا ہے جیسا کہ تفہیم القرآن [68] معارف القرآن، ضیاء القرآن [69]-، [70]-[71] تیسیر القرآن اور انوار البیان[72] میں مذکور ہے البتہ پیر کرم شاہ [73] نے بعد دفعہ ترجمہ پہلے اور عربی متن بعد میں نقل کیا ہے۔

جنگ خندق میں عصر کی نماز قضا ہو گئی تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کفار کی قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں درمیانی نماز پڑھنے سے مصروف رکھا۔ ملا الله بیوتہم وقبورہم نارا کما شغلونا عن الصلوۃ والوسطی حتی غابت الشمس ۔ (متفق علیه[74])

حدیث کی عربی عبارت بمعہ ترجمہ نقل کرنا ایک علمی انداز ہے اور اسے مقبولیت حاصل ہے۔ اس اسلوب کی مثالیں معارف القرآن از کاندھلوی، معارف القرآن از مفتی محمد شفیع، تفسیرِ ماجدی از مولانا عبد الماجد دریا آبادی، ضیاء القرآن از پیر کرم شاہ الازہری، انوار البیان از عاشق الہیٰ بلند شہری اور تبیان القرآن از مولانا غلام رسول سعیدی کے ہاں بکثرت ملتی ہے۔

۳) حدیث کا صرف ترجمہ نقل کرنا

برصغیر کے تفسیری ادب میں روایات کا اردو ترجمہ تحریر کرنا رائج العام ہے۔ تفسیر کا مقصود قرآن فہمی ہے چنانچہ عربی متن کو سمجھنا قاری کے لیے مشکل ہے اس لیے ترجمہِ متن لکھنے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ مفسر ثنائی لکھتے ہیں سورہ بقرہ کی فضیلت میں ایک حدیث جو ترمذی وغیرہ نے نقل کی ہے وارد ہے کہ یہ سورت قیامت کے روز اپنے پڑھنے والے کے ساتھ جناب باری تعالیٰ میں آئے گی اور اس کی طرف سے بطور وکالت گفتگو کرے گی اور اس کی سفارش میں کہے گی کہ اے اللہ تیرے

بندے نے مجھے تیرا جان کر پڑھا تھا اور مجھ پر عمل کیا اس کو معاف کر دے اسی طرح ہر ایک پڑھنے والے کی سفارش کر کے معافی کرائے گی۔[75]

تفسیر ضیاء القرآن میں بخاری و مسلم[76] میں منقول روایت کا ترجمہ نقل کیا گیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے دلوں میں جو وسوسے گزرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے تجاوز فرماتا ہے۔ جب تک کہ وہ انہیں عمل میں نہ لائیں یا ان کے ساتھ کلام نہ کریں۔[77]

تفسیر تیسیر القرآن [78]-[79] میں حدیث کا ترجمہ بمعہ کتاب اور باب کے حوالے سے نقل کیا ہے اور تفسیر انوار البیان[80] -[81] میں حدیث کا ترجمہ بخاری کی جلد اور صفحہ نمبر کے ساتھ مذکور ہے

تفہیم القرآن[82] میں قربِ قیامت صور پھونکے جانے کی کیفیت کو حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے حدیث میں حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اسرافیل صور پر منہ رکھے عرش کی طرف دیکھ رہے ہیں اور منتظر ہیں کہ کب پھونک مارنے کا حکم ہوتا ہے۔ یہ صور تین مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلا نفخۃالفَزع، جو زمین و آسمان کی ساری مخلوق کو سہمادے گا۔ دوسرا نفخة الصَّعق جسے سنتے ہی سب ہلاک ہو کر گر جائیں گے۔ پھر جب اللہ واحد صمد کے سوا کوئی ذرا سی سلوٹ تک نہ رہے گی۔ پھر اللہ اپنی خلق کو بس ایک جھڑکی دے گا جسے سنتے ہی ہر شخص جس جگہ مر کر گرا تھا اسی جگہ وہ اس بدلی ہوئی زمین پر اٹھ کھڑا ہو گا، اور یہی نفخة القيام لرب العالمین ہے۔[83]

صرف ترجمہ حدیث تحریر کرنے کا طریقہ عام طور پر رائج ہے۔ تفسیر کا مقصود قرآن فہمی ہے، اس لیے مفسرین عامۃ الناس کی سہولت کی خاطر زیادہ تر اردو زبان میں حدیث کا ترجمہ نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

مفہوم حدیث کی نقل کے ذریعے بیانِ روایت:

الفاظ حدیث کا مفہوم اخذ کر کے آیات کی تفسیر میں تحریر کرنا بھی نقلِ روایت کا ایک اہم منہج ہے جس میں روایت کی عربی عبارت اور لفظی ترجمہ کی بجائے مأخوذ مفہوم لکھ دیا جاتا ہے یعنی مفسر حدیث کو پڑھ کر اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں تحریر کرتے ہیں۔

مفسر ثنائی لکھتے ہیں احادیثِ نبویہ ﷺ میں تو اس کا ذکر بتصریح ہے کہ حضرت جبرئیل آنحضرت ﷺ کے پاس دحیہ کلبی صحابی کی صورت میں آیا کرتے تھے[84] مولانا ثناء اللہ امرتسری نے حدیث کا مفہوم نقل کرتے ہوئے مصدر یا راوی کا ذکر نہیں کیا۔

مفتی شفیع حدیث سے اخذ مفہوم کو لکھتے ہوئے مصدر راور راویِ روایت کا بھی ذکر کرتے ہیں ترمذی میں بروایت ابو سعید خدریؓ آنحضرت ﷺ سے لفظ وسط کی تفسیر عدل سے کی گئی ہے جو بہترین کے معنی میں آیا ہے(قرطبیؒ)[85]

ضیاء القرآن میں مصدر روایت کے ساتھ روایت کا مفہوم لکھا گیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ عرب کے لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب احرام باندھ لیا کرتے اور انہیں گھر میں داخل ہونے کی ضرورت پڑتی تو دروازوں سے داخل نہ ہوتے بلکہ پیچھے سے دیوار میں سوراخ کر کے داخل ہوا کرتے اور اس کو بڑی نیکی سمجھتے۔اس لایعنی حرکت سے ان کو روک دیا گیا۔[86]

روایت کے مفہوم کو اخذ کر کے عام لوگوں کے فہم کے مطابق آسان الفاظ میں اسے پیش کرنا مفسرین کے ہاں اس لیے مقبول رہا تاکہ عامۃالناس کا قرآن و حدیث سے تعلق استوار کر دیا جائے۔

استنباطِ حکم واستدلال بالحدیث کے ذریعے بیانِ روایت

روایت کو بیان کرنے کا چوتھا اسلوب روایت سے مستنبط حکم لکھنا ہے۔بعض دفعہ مفسر روایت کے الفاظ اور مفہوم کی بجائے صرف مستنبط حکم پر اکتفاء کرتے ہیں۔اس اسلوب کا اہتمام زیادہ تر احکامی تفاسیر میں کیا گیا ہے مفتی شفیع نے اپنی تفسیر میں بار بار روایات سے مستنبط حکم کو نقل کیا ہے مثلاً

اللہ کو رب کہنا جائز نہیں، صحیح مسلم کی حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے کہ کوئی غلام یا نوکر اپنے آقا کو رب کہے البتہ کسی خاص چیز کی طرف اضافت کر کے انسان وغیرہ کے لئے بھی یہ لفظ بولا جاسکتا ہے مثلاً رب المال رب الدار وغیرہ (قرطبیؒ) [87]

اور جس طرح احکام حلال وحرام میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو شریک کرنا شرک ہے اسی طرح کسی کے نام کی نذر (منت) ماننا بھی شرک میں داخل ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر اس سے دعاء مانگنا بھی شرک ہے کیونکہ حدیث میں دعاء کو عبادت فرمایا گیا ہے[88]۔[89]

لین دین کے معاملات میں تحریری دستاویز تیار کرنا ضروری ہے۔قرآن و حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے پیر کرم شاہ حضور نبی کریم ﷺ سے مروی روایت سے مستنبط حکم تحریر کرتے ہیں کہ جو شخص تحریر نہیں کرتا اور اس کا حق ضائع ہو جائے تو اسے کوئی اجر نہ ملے گا اور اگر اس نے اپنا حق غصب کرنے والے کے لئے بددعا کی تو وہ بھی قبول نہ ہو گی کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اس واضح ارشاد کی تعمیل نہیں کی۔[90]

قرآنی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے روایات سے احکام کا استنباط کرنا ایک نمایاں اسلوب ہے جو فقہ القرآن کی بنیاد ہے اس میں مفسرین آیت کے ضمن میں احادیث و آثار بعینہ نقل کرنے کی بجائے اس سے مأخوذ حکم کو نقل کر دیتے ہیں۔

نتائج بحث

جیسا کہ بعض مفسرین روایت کو نقل کرنے سے قبل کتبِ متون میں سے کسی ایک حوالے کا ذکر کر دیتے ہیں۔ متونِ حدیث سے نقل کرنے کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ ایک کتاب کے الفاظ رقم کر دیئے جاتے ہیں اور باقی کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے کہ فلاں کتاب میں بھی اسے روایت کیا گیا ہے۔ اوائل واواخر روایت میں کتاب متن کا حوالہ رقم کیا جاتا ہے۔ بخاری و مسلم دونوں میں پائی جانے والی روایت کے لیے متفق علیہ ، صحیحین اور قال شیخان کی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔ مفسرین کے ہاں اخذ روایات کے لیے ایک اہم ماخذ تفاسیرِ سلف رہی ہے۔ بر صغیر کے تفسیری ادب میں کتب تفاسیر سے نقلِ روایت کے لیے اکثر مفسرینِ کرام صرف تفسیر کا نام روایت کے آغاز یا آخر میں درج کر دیتے ہیں۔ تفاسیر سلف سے اخذ روایت کا دوسرا اسلوب یہ ہے کہ مفسرین سلف کی تفسیر میں جس بنیادی مصدر مجموعہ حدیث کا حوالہ رقم کیا ہے اس کا ذکر ایضاً کر دیتے ہیں تا کہ قارئین کے لیے بنیادی مصدر سے رجوع کرنا آسان ہو۔ قصص القرآن اور سیرتِ طیبہ کو بیان کرتے ہوئے مفسرین نے کتبِ تاریخ والسیرہ سے استفادہ کیا ہے۔

بیانِ روایت کے اعتبار سے نقلِ روایت میں مجرد عربی متن تحریر کرنا، حدیث کی عربی عبارت بمعہ ترجمہ تحریر کرنا، حدیث کا صرف ترجمہ نقل کرنا شامل ہے۔ الفاظ حدیث کا مفہوم اخذ کر کے آیات کی تفسیر میں تحریر کرنا بھی نقلِ روایت کا ایک اہم منہج ہے۔ روایت کو بیان کرنے کا چوتھا اسلوب روایت سے مستنبط حکم لکھنا ہے۔ بعض دفعہ مفسر روایت کے الفاظ اور مفہوم کی بجائے صرف مستنبط حکم پر اکتفاء کرتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

[1] ۔ تفصیل کے لیے دیکھیئے ! عاصم نعیم، ڈاکٹر: پاکستان کا اردو تفسیری ادب، لاہور، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۹، ص: ۷۔۸

[2] ۔ پانی پتی، ثناءاللہ، قاضی، تفسیر مظہری، پاکستان، مکتبۃ الرشیدیۃ، ۱۴۱۲ھ، ۴۰/۹

[3] ۔ الطبراني:المعجم الأوسط،بَابُ الْأَلِفِ،بَابُ مَنِ اسْمُهُ إِبْرَاهِيمُ، المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد , عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، القاهرة، دار الحرمين،س۔ن،رقم الحديث٢٤١٣، ١٣٤/٣

4۔ مسلم:جامع الصحیح،کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ،بَابُ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ، وَخَذْلِهِ، وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ، وَعِرْضِهِ، وَمَالِهِ،رقم الحدیث۳۲

5۔ پانی پتی: ثناءاللہ، قاضی،التفسیر المظہری،۴۰/۹

6۔ امر تسری: ثناءاللہ، مولانا، تفسیر ثنائی، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی، س۔ن،۱۷/۱

7۔ کاندھلوی: محمد ادریس، حافظ معارف القرآن، مکتبہ رحمانیہ لاہور، س۔ن،۸۲/۱

8۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن ۷۹/۱

9۔ مسلم،جامع الصحیح،كِتَابُ الصَّلَاةِ،بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ، وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا،رقم الحدیث۳۸

10۔ محمد شفیع، معارف القرآن ۳۳۷/۱

11۔ بخاری:جامع الصحیح،أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،بَابُ مَنَاقِبِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رقم الحدیث۳۷۸۶

12۔ بلند شہری، عاشق الٰہی، انوار البیان ۲۳۱/۱

13۔ بخاری :جامع الصحیح،کتاب تفسیر القرآن،باب قولو امنا باللہ وما انزل الیناالبقرہ: ۱۳۶،رقم الحدیث۴۴۸۵

14۔ بلند شہری، عاشق الٰہی، انوار لبیان ۲۳۱/۱،

15۔ الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن،۸۷/۱

16۔ مسلم:جامع الصحیح ،کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ،بَابٌ فِي التَّعَوُّذِ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَغَيْرِهِ،ح۵۳

17۔ الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن ۲۴۳/۲

18۔ مسلم:جامع الصحیح،كِتَابُ الْإِيمَانَ،بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ،رقم الحدیث۹۵

19۔ مودودی: ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن،۱۲۵/۴

20۔ بخاری،جامع الصحیح،كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ،بَابٌ،ح۳۳۷۰، ۳۳۶۰،كِتَابُالدَّعَوَاتِ،بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رقم الحدیث۶۳۶۰،۶۳۵۸،۶۳۵۷،

21۔ مسلم: جامع الصحیح ،كِتَابُ الصَّلَاةِ،بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعْدَ التَّشَهُّدِ،رقم الحدیث۶۹،۶۶،۶۵،

22۔ ابی داؤد:السنن،بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ،بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ،رقم الحدیث۹۷۹،۹۷۸،۹۷۷،۹۷۶،

[23]۔ نسائی:السنن،كِتَابُ السَّهْوِبَابُ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رقم الحدیث۱۲۹۴،۱۲۹۳،۱۲۹۲،۱۲۹۱،۱۲۹۰،۱۲۸۹،۱۲۸۸،۱۲۸۷،۱۲۸۶

[24]۔ ابن ماجه:السنن،كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا،بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رقم الحدیث۹۰۵،۹۰۴،۹۰۳

[25]۔ احمد بن حنبل:مسند احمد،مُسْنَدُ بَاقِي الْعَشْرَةِ الْمُبَشَّرِينَ بِالْجَنَّة،مُسْنَدُ أَبِي مُحَمَّدٍ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ (1)رَضِيَ اللهُ عَنْهُ،رقم الحديث١٣٩٦،ابى داؤد:السنن،بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ،بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ،رقم الحدیث۹۷۹،۹۷۸،۹۷۷،۹۷٦،

[26]۔ کیلانی،عبدالرحمن،تیسیرالقرآن۱/

[27]۔ دارمی:السنن بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ تَفْسِيرِ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَوْلِ غَيْرِهِ عِنْدَ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رقم الحدیث۴۴۹

[28]۔ کیلانی،عبدالرحمن، تیسیرالقرآن۱/۱۷

[29]۔ الازہری،پیر کرم شاہ،ضیاءالقرآن۱/۵۴

[30]۔ احمد بن حنبل:مسنداحمد،وَمِنْ مُسْنَدِ بَنِي هَاشِمٍ،مُسْنَدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رقم الحديث٢٧٣٢،٢٧٢٧، ابن ماجه:السنن،كِتَابُ الْحُدُودِ،بَابُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ،٢٥٦١،ابى داؤد،السنن،كِتَاب الْحُدُودِ،بَابٌ فِيمَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ،رقم الحديث٤٤٦٢، ترمذى،السنن أَبْوَابُ الْحُدُودِ،بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ اللُّوطِيِّ،رقم الحديث١٤٥٦

[31]۔ پانی پتی: ثناءاللہ، قاضی، تفسیرالمظهري،۹؛پانی پتی: ثناءاللہ، قاضی،تفسیرالمظهري،۹،؛تفسیرالمظهري،۹/۴۰

[32]۔ کاندھلوی،معارف القرآن۱/۸۲؛محمد شفیع،مفتی،معارف القرآن۱/۲۳۵

[33]۔ الازہری: پیر کرم شاہ،ضیاءالقرآن۲/۳۱۳؛کیلانی،عبدالرحمن،تیسیرالقرآن۱/۱۷

[34]۔ طبرى:ابن جرير ، جامع البيان في تأويل القرآن، المحقق: أحمد محمد شاكر، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۰ھ۲۰۰۰ء۲۲/۲۹۵

[35]۔ پانی پتی: ثناءاللہ، قاضی، تفسیرالمظهري،۹/۴۹

[36]۔ امرتسری: ثناءاللہ، تفسیر ثنائی۱/۸۲

[37]۔ کاندھلوی: معارف القرآن

[38]۔ قرطبّی: الجامع لَاحکام القرآن،القاھرۃ،دارالکتب المصریۃ،۱،۱۹۶۴/۱۱۵

[39]۔ الازہری: پیر کرم شاہ،ضیاءالقرآن۱/۵۱

ـ[40] الشيباني:أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد ا (المتوفى: 241هـ)، أبو عبد الله،فضائل الصحابة،۵۵۶/۲،رقم الحديث۹۵۳،بيروت ،مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1403 – 1983،بزار،أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف،أبو بكر (المتوفى: 292هـ)، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار،مُسْنَدُ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،۲۵۴/۴،ح۱۴۲۴الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة،الطبعة: الأولى، (بدأت 1988م، وانتهت 2009م)

ـ[41] السيوطي: عبدالرحمن بن أبي بكر، جلال الدين (المتوفى: 911هـ)، الدر المنثور ۲۲۹/۷، بیروت، دار الفکر، س۔ن

ـ[42] بلند شہری: عاشق الٰہی، انوار البیان ۴۷۸/۴

ـ[43] کاندھلوی: معارف القرآن ۱/

ـ[44] ابن ماجه: السنن،افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم،بَابُ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ،رقم الحديث۲۶۶،

ـ[45] مفتی شفیع: محمد، معارف القرآن ۴۰۳/۱

ـ[46] ترمذی: جامع السنن، ابواب تفسیر القرآن، باب و من سورہ الاحزاب، رقم الحدیث ۳۲۱۱

ـ[47] بلند شہری: عاشق الٰہی، انوار البیان، ۲۶۸/۴

ـ[48] بلند شہری: عاشق الٰہی، انوار البیان ۴۷۵/۴

ـ[49] الزمر ۳۱:۳۹

ـ[50] حاکم: امام، المستدرک علی صحیحین، کتاب العلم، ۶۱۷/۸

ـ[51] مفتی شفیع: محمد، معارف القرآن ۱۴۳/۱

ـ[52] سیوطی: عبدالرحمن بن أبي بكر، جلال الدین، الخصائص الکبری ۵۰۰/۲

ـ[53] مفتی شفیع: محمد، معارف القرآن

ـ[54] سیوطی: عبدالرحمن بن أبي بكر، جلال الدین، الخصائص الکبری ۱۹۳/۱، بیروت، دار الکتب العلمیة، س۔ن

ـ[55] مودودی: ابوالاعلیٰ، سید تفہیم القرآن ۹/۴

ـ[56] سیوطی: عبدالرحمن بن أبي بكر، جلال الدین، الخصائص الکبری ۱۹۰/۱

ـ[57] کیلانی: عبدالرحمٰن، تیسیر القرآن،

ـ[58] بخاری:جامع الصحيح،كِتَابُ الأَذَانِ، بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ،رقم الحديث۷۵۶، مسلم:جامع الصحيح،كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ، وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمُهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا،رقم الحديث۳۴

ـ[59] کاندھلوی: محمد ادریس، مولانا، معارف القرآن ۹۶/۱

[60]۔ ابن ماجہ: سنن، کتاب افتتاح االکتاب فی الایمان وفضائل الصحابہ والعلم، باب مَنْ سُئِلَ عَنْ علمٍ فَكَتَمَهُ، رقم الحدیث ۲۶۶

[61]۔ مفتی شفیع: محمد، معارف القرآن ۱/۴۰۳

[62]۔ مودودی: ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ۴/۷۰

[63]۔ صحیح بخاری: کتاب الفرائض، با ب مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، رقم الحديث٦٧٦٦

[64]۔ مسلم: جامع الصحيح، كتاب الايمان، باب بَيَانِ حَالِ إِيمَانِ مَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ، رقم الحديث١١٥

[65]۔ ابو داود: السنن، ابواب النوم، باب فِي الرَّجُلِ يَنْتَمِي إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ، رقم الحديث٥١١٣

[66]۔ بلند شہری: عاشق الٰہی، انوار البیان ۴/۶۴

[67]۔ مالک بن انس: امام، الموطا، کتاب الجامع، باب ما جاء فی الھجر، ح ۱۸۹۶

[68]۔ مودودی: ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن ۴/۹۰ (تفہیم القرآن میں منقول یہ روایت احمد بن حنبل نے مسند احمد، مسند المكثرين من الصحابه، مسند عبدالله بن عمرو بن العاص، رقم الحدیث ۶۵۷۶ کے تحت درج کی ہے)

[69]۔ الازہری: پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن ۱/۱۲۶-۱۲۷ (اس کا بنیادی مصدر مسلم: جامع الصحيح، كتاب الزكوٰة، بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا، رقم الحديث١٠١٥)

[70]۔ الازہری: پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن ۱/۱۶۵،

[71]۔ احمد بن حنبل: مسند احمد، مسند المكثرينِ من الصحابه، مُسْنَدُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، رقم الحديث٦٥٧٦

[72]۔ بلند شہری: عاشق الٰہی، انوار البیان ۴/۵۵ (یہ روایت ترمذی کے دو ابواب میں مذکور ہے: ترمذی: جامع السنن، ابواب المناقب، باب فِي صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث٣٦٤٥، باب فِي بَشَاشَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث٣٦٤٢

[73]۔ الازہری: پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن ۱/۱۶۶

[74]۔ بخارى: جامع الصحيح، كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى المُشْرِكِينَ بِالهَزِيمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ، رقم الحديث، ٢٩٣١ كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ، بَابُ {حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلاَةِ الوُسْطَى} [البقرة: 238]، رقم الحديث٤٥٣٣، كِتَابُ المَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ، رقم الحديث٤١١١، كِتَابُ الدَّعَوَاتِ، بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى المُشْرِكِينَ، ٦٣٩٦،

[75]۔ امرتسری: ثناء اللہ، مولانا، تفسیر ثنائی ۱/۱۹

[76]۔ بخاری: جامع الصحيح، كِتَابُ التَّوْحِيدِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلاَمَ اللَّهِ} [الفتح: 15]، رقم الحديث٧٥٠١، مسلم: جامع الصحيح، كِتَابُ الْإِيمَانَ، بَابُ إِذَا هَمَّ الْعَبْدُ بِحَسَنَةٍ كُتِبَتْ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَمْ تُكْتَبْ، رقم الحديث١٢٩، ترمذی: جامع السنن، أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الأَنْعَامِ، رقم الحديث٣٠٧٣

[77]۔ الازہری: پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن ۱/۲۰۰

[78] ۔ کیلانی: عبدالرحمن، تیسیر القرآن ۱/۴۶

[79] ۔ بخاری:جامع الصحیح،کتاب الایمان،بَابٌ: الزَّكَاةُ مِنَ الإِسْلاَمِ،رقم الحدیث۴۶، مسلم:جامع الصحیح، كِتَابُ الْإِيمَانَ،بَابُ بَيَانِ الصَّلَوَاتِ الَّتِي هِيَ أَحَدُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ،رقم الحدیث۱۱

[80] ۔ بلند شہری: عاشق الٰہی، انوار البیان ۴/۳۳۹

[81] ۔ بخاری،کتاب تیمم،رقم الحدیث۳۳۵،كِتَابُ الصَّلاَةِ،بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " جُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا،رقم الحدیث۴۳۸، مسلم:جامع الصحیح،كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ،باب جُعلت لي الأرض مسجدًا وطهورًا،رقم الحدیث۵۲۱،

[82] ۔ مودودی: ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن ۴/۲۶۵

[83] ۔ مسلم:جامع الصحیح،کتاب الْفَضَائِلِ،بَابُ مِنْ فَضَائِلِ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رقم الحدیث۲۳۷۳،ترمذی:جامع السنن،أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ،وَمِنْ سُورَةِ الزُّمَرِ،رقم الحدیث۳۲۴۵،

[84] ۔ امرتسری: ثناءاللہ، مولانا، تفسیر ثنائی ۱/۴۶

[85] ۔ مفتی شفیع: محمد، معارف القرآن ۱/۳۶۵

[86] ۔ الازہری: پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن ۱/۱۳۱

[87] ۔ مفتی شفیع: محمد، معارف القرآن ۱/۹۷

[88] ۔ ترمذی:جامع السنن،أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ،وَمِنْ سُورَةِ البَقَرَةِ،رقم الحدیث۲۹۶۹،بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الْمُؤْمِنِ،رقم الحدیث۳۲۴۷،أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ،بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ،رقم الحدیث۳۳۷۲،۳۳۷۱،

[89] ۔ مفتی شفیع: محمد، معارف القرآن ۱/۹۹

[90] ۔ الازہری: پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن ۱/۱۹۷